مذا کرہ علمیہ

محمد عاقل (جدہ)

مولانا مکی کا مسجد الحرام کے اندر اتحاد کا نعرہ

مسجد حرام مکہ المکرمہ میں جہاں عربی زبان میں قرآن و حدیث کے دروس کا سلسلہ جاری ہے وہاں پر حکومت سعودی عرب کی جانب سے اردو خواں طبقہ کے لئے اردو زبان میں دینی درس کا بندوبست بھی کیا گیا ہے اور یہ درس ہم جیسے لوگوں کو جو کہ یہاں تلاش روزگار اور مستقبل کو روشن بنانے کے لئے آئے ہوئے ہیں، دینی معلومات فراہم کرتا ہے اور یقیناً کتنے ہی بد عقیدہ لوگوں کی اصلاح کا سبب بنا ہے۔ ہم مملکت سعودی عرب کے حکام کے بڑے ممنون و مشکور ہیں کہ انہوں نے ہماری دینی پیاس بجھانے کے لئے ان دروس کا اہتمام کیا ہے دراصل یہ ایک کوشش ہے امت محمدی کو اکٹھا کرنے کی اور یہی وجہ ہے کہ یہاں آ کر لوگ فرقہ پرستی اور گروہ بندی کو بھلا کر مستقل طور پر اس کا خاتمہ کرنا چاہتے ہیں۔

مسجد حرام میں اردو زبان میں دو درس ہوتے ہیں۔ ایک تو فضیلۃ الشیخ ابو عمر کا اور دوسرا مولانا مکی کا ..... میں آج آپ حضرات کے سامنے اس بات چیت کو نقل کرنے کی کوشش کر رہا ہوں جو کہ راقم السطور اور مولانا مکی کے درمیان اللہ کے گھر یعنی مسجد الحرام میں کھڑے ہو کر ہوئی۔ یعنی اس جگہ جو صدیوں سے اتحاد کا مرکز بنا ہوا ہے۔ مولانا مکی حرم مکی میں عرصہ دراز سے درس دے رہے ہیں لیکن اس دن شیخ ابو عمر (مولانا بنگالی صاحب) کو نہ پا کر میں ان کے درس میں چلا گیا۔ بہت عمدہ تقریر ہوئی۔ اور تقریر کے بعد حسب معمول سوال و جواب کی نشست کا آغاز ہوا۔ مولانا مکی کے یہاں پہلا سوال یہ تھا کہ اہلحدیث یہ کہتے ہیں کہ امام کے پیچھے سورہ فاتحہ کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ کیا یہ صحیح ہے؟ مولانا موصوف نے تڑکتے ہوئے انداز میں سوال کی پرچی کو اپنی پشت پر بیٹھے ہوئے شخص کی طرف اچھال کر کہنے لگے ..... "بھئی ان کی نہیں ہوتی مگر ہماری تو ہو جاتی ہے" ..... مولانا ابھی سنبھلنے بھی

نہ پائے تھے ۔ کہ سائل کا دوسرا سوال اس سے بھی زیادہ سمجھنے والا تھا :

عورت اور مرد کی نماز میں فرق بیان کیا جاتا ہے کیا اسکی کوئی دلیل ہے ؟ اس سوال کے ساتھ ساتھ سائل نے یہ بھی پرچی پر لکھ بھیجا تھا کہ عورت سینے پر ہاتھ باندھتی ہے اور مرد ناف کے نیچے ۔ کیا یہ طریقے حدیث سے ثابت ہیں ۔ کیا عورت کے لئے الگ حکم ہے اور مرد کے لئے الگ ؟

حقیقت میں تو اس کا جواب مولانا کو دینا چاہیئے تھا کہ شریعت محمدی میں ایسی کوئی حدیث نہیں جو کہ عورت کی نماز کو مرد کی نماز سے الگ بتاتی ہو لیکن مولانا مکی اپنے غصہ پر قابو نہ پا سکے اور فرمانے لگے " آج ہمارے دشمن چاند پر پہنچ گئے ہیں ۔طرح طرح کا ریسرچ کر رہے ہیں اور ہم ہیں کہ انہیں مسائل میں الجھے ہوئے ہیں کہ نماز میں عورت ہاتھ کہاں باندھے اور مرد کہاں ؟ ہمیں نماز میں پیروں کو ملا کر کھڑا ہونا چاہیئے یا پیروں کو پھیلا کر ...... وغیرہ وغیرہ ۔

اس بیچاری سادہ امت کو انہی میں الجھایا گیا ہے ۔ اور سیدھے سادے لوگ انہی مسائل پر بحث و مباحثہ میں لگے ہوئے ہیں ۔ اس امت کو آج ان چھوٹے چھوٹے مسائل میں الجھانے والے مولوی حضرات ہیں ...... یہ دین کے ٹھیکیدار قوم کی خدمت نہیں کر رہے ہیں بلکہ اختلافات کے بیج بو رہے ہیں ؛ امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو آپ حضرات آج الگ الگ دیکھ رہے ہیں وہ یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے بے دلیل باتیں قبول کرنی شروع کر دی ہیں " قصہ مختصر کہ مولانا مکی خوب برسے ان لوگوں پر جو امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کہتے ہیں کہ نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیئے ۔اس کے پڑھے بغیر نماز نہیں ہوتی ۔عورت اور مرد کی نماز کی کیفیت میں کوئی فرق نہیں ۔یعنی اہلحدیث حضرات پر مولانا مکی صاحب نے تلوار سے زیادہ الفاظ چلائے ..... اور آخر میں فرمانے لگے ..... آج امت کو اتحاد کی ضرورت ہے ۔ آج ہم سب کو ان مسائل کو بھول کر متحد ہو کر کفار کا سامنا کرنا ہے ۔ اپنے دشمنوں سے اگر بچنا چاہتے ہو تو آؤ آج اتحاد کا مظاہرہ کریں ۔ متحد ہو جائیں ، سب مسلمان ایک ہو جائیں ۔

مولانا مکی کی اس تقریر کے فوراً بعد میں نے مولانا کو مطاف میں روک لیا چونکہ مولانا کچھ سننے کے موڈ میں نہ تھے اس لئے میں نے اپنی گفتگو کی شروعات اس طرح سے کی ۔

مولانا صاحب میں (دیو بند) سے آیا ہوں اور ایک سوال پر آپ سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں ۔ مولانا نے دیو بند کا نام سنتے ہی میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور بڑے اچھے انداز میں فرمانے لگے : کہیے میں کیا خدمت کر سکتا ہوں ؟ میں نے عرض کیا کہ حضور میرے پاس دارالعلوم دیو بند کا ایک فتوی موجود ہے ۔ .... جس میں سائل نے پوچھا تھا کہ یہاں مکہ مکرمہ میں امام حرم کے پیچھے دیو بندی ساری نمازیں

پڑھتے ہیں۔ لیکن جب وتر پڑھنے کی باری آتی ہے تو ہمارے ساتھی بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔ ان کی ساری نمازیں امام حرم کے پیچھے ہو جاتی ہیں لیکن وتر نہیں ہوتا۔ اس کی کیا وجہ ہے؟ اور دیو بند سے جاری ہونے والے فتویٰ میں بھی یہ لکھا ہے کہ " وفی اشتراط عدم فصله کما فی الارشاد من انه لا یجوز اصلا۔ باجماع اصحابنا۔ الخ (شامی: ج ۱ ص ۶۶۹) کی رو سے عند الاحناف نماز وتر کی ادائیگی کا مذکور فی السؤال طریقہ سے درست نہیں ..... احناف کو چاہیئے کہ وتر الگ پڑھیں "۔

مولانا مکی صاحب کو تو اس مسئلہ کا پہلے سے علم تھا اس لئے انہیں اس کی تائید میں بیان دینے میں قطعی دیر نہیں لگی۔ فوراً فرما دیا کہ بالکل صحیح ہے آپ اپنی وتر کی نماز الگ پڑھیے ..... میں نے عرض کیا کہ حضور! اس کی دلیل چاہیئے کہ میری وتر کی نماز ان سعودی عرب کے اماموں کے پیچھے نہیں ہوتی۔ فرمانے لگے دیکھو بھئی! یہ لوگ کچھ اور نیت کرتے ہیں اور ہمارے یہاں وتر واجب ہے لہذا آپ الگ پڑھیئے " میں نے عرض کیا: مولانا صاحب مجھے یاد پڑتا ہے کوئی صحابی رسول باجماعت نماز ادا کرنے کے باوجود اپنی مسجد میں امامت بھی کرایا کرتے تھے حالانکہ وہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ فرض نماز پڑھ چکے ہوتے تھے ..... پھر ہماری واجب ان کے پیچھے کیوں نہیں ہوتی؟ مولانا میری اس دلیل سے پریشان ہو گئے اور لا جواب ہو کر کہنے لگے: آپ سے جیسا کہا گیا ہے ویسا ہی کیجئے۔ میں نے کہا " بغیر دلیل کے تسلیم کر لوں " تو اس پر مولانا جھنجھلا کے بول پڑے: آپ کو دلیل ہی چاہیئے تو دارالعلوم دیو بند سے مانگو، مجھ سے نہیں۔ میں نے عرض کیا: " آپ اس طرح سے راہ فرار اختیار نہیں کر سکتے کیونکہ آپ بھی ان کے فتویٰ میں برابر کے شریک ہیں اور آپ نے اس بیت اللہ کے قریب کھڑے ہو کر اسکی تائید کی ہے۔

مولانا کو جان چھڑانی مشکل ہو رہی تھی۔ اور میں مطاف میں کھڑا ان سے سوال پر سوال کئے جا رہا تھا۔ اب مولانا فرمانے لگے: کہ دیکھئے ان مسائل میں الجھو گے تو بس الجھ کر رہ جاؤ گے۔ آپ اتنا کریں جتنا آپ کو کہا گیا ہے۔ میں نے تاکیداً پھر پوچھ لیا: کہ کیا میں امام حرم کے پیچھے وتر نہ پڑھوں؟ ہاں بھئی! ہمارے نزدیک یہ نماز وتر واجب ہے اور یہ لوگ سنت کہتے ہیں۔ اس لئے مسئلہ صاف ہے، آپ الگ پڑھیئے۔ میں نے کہا مولانا صاحب! ابھی چند لمحات قبل آپ پوری امت کو چاند پر لے جا رہے تھے۔ اسی حرم مکی سے آپ نے اتحاد کا نعرہ بلند کیا تھا۔ مولانا کیا اس طرح سے اتحاد کے نعرہ پر ضرب نہیں پڑے گی۔ جب کہ اسی جگہ پر مسلمانان عالم جو کئی لاکھ سے زیادہ اکٹھے ہوتے ہیں اور اسی امام کے بغیر کسی رنگ و نسل کی تفریق کا خیال کرتے ہوئے دعاؤں میں شریک ہوتے ہیں۔ آپ کا اتحاد کا نعرہ کہاں جائے گا؟ جب کہ پوری دنیا کے مسلمان ایک طرف ہوں گے، اور وتریں سب امام حرم کے پیچھے

گڑگڑا کر، عاجزی سے اللہ کے حضور دعائیں کرتے ہونگے اور آپ اس فتوے کی بنیاد پر احناف کو الگ کرلیں گے ..... ! اب مولانا خاموش نظر آرہے تھے اور میں اپنی بات ختم بھی نہ کر پایا تھا کہ مولانا نے دامن بچاتے ہوئے اور میرا ہاتھ چھوڑتے ہوئے طواف بیت اللہ شروع کر دیا ..... اور مجھے اکیلا ان مسلمانوں کے بیچ میں حیران و پریشان چھوڑ گئے جو اللہ کے گھر میں اتحاد قائم کرنے کے لئے آتے تو ہیں لیکن مولانا ایسے فرقہ پرست، متعصب، مقلد مولوی حضرات انہیں اس اتحاد سے دور رکھتے ہیں، کہنے کو تو کہا جاتا ہے کہ اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو " اختلافات ختم کر دو ..... لیکن اختلافات بے بنیاد باتوں پر ختم نہیں ہوا کرتے، ان کے لئے قرآن و سنت کی رسی چاہیئے۔

قارئین کرام! مسلمانان عالم کو اختلافات کا حق حاصل ہے۔ اور وہ کسی سے بھی اختلاف کر سکتے ہیں اس میں امام حرم یا مفتی حرم ہی کیوں نہ ہوں۔ لیکن وہ تب ہو سکتا ہے جب کہ امام حرم کا عمل یا مفتی حرم کا فتوی قرآن و سنت کے مطابق نہ ہو۔ اگر یہ نماز وتر کا طریقہ سنت سے ثابت نہیں تو پھر اختلاف کا حق ہے ہر انسان کو۔ لیکن صرف اس بنا پر ان سے اختلاف کرنا کہ یہ لوگ ۲ رکعت اور پھر ایک رکعت جدا کر کے پڑھتے ہیں۔ یہ یقیناً تعصب ہے۔

مولانا مکی کی یہ تائید قرآن و سنت کے خلاف ہے اور تنگ نظری پر مبنی ہے۔ کیونکہ مسجد الحرام اور مسجد نبوی اور سعودی عرب کی دوسری مساجد میں وتر پڑھانے کا عمل عین سنت کے مطابق ہے۔ بلکہ افضل ہے۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو گیارہ رکعت پڑھا کرتے تھے اور ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیرتے اور ایک وتر پڑھتے۔

(بخاری، مسلم ابوداؤد ابن ماجہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ سلم ایک رکعت وتر پڑھا کرتے تھے اور ۲ رکعت اور ایک رکعت کے درمیان بات چیت بھی کیا کرتے تھے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

علامہ البانی نے کہا ہے کہ اس کی سند بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح ہے (ارواء الغلیل : ۲ / ۱۵۰)

صحیح ابن حبان میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو اور ایک رکعت کے درمیان تسلیم سے (سلام پھیرکر) فصل (جدا) کیا کرتے تھے۔ (حافظ ابن حجر نے اس کی سند کو قوی قرار دیا ہے (فتح الباری : ۲ / ۳۸۶)

اللہ رب العالمین مسلمانوں کو قرآن و سنت پر متحد فرمائے۔ چاند پر جانا یا دنیا میں ترقی کرنا اچھی اور پسندیدہ بات ہے لیکن دین و ایمان کو داؤ پر لگا کر چاند پر جانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

خادم حسین صاحب پردیسی نے برائے اشاعت ارسال کیا ہے۔ (بشکریہ مجلہ البلاغ مارچ 97)